R. N. 2164/57 PEGDNI-492

انجمن ترقی اردو ہند کا ہفتہ وار اخبار

ہماری زبان

فون نمبر ۲۹

سالانہ قیمت ۵ روپے

فی کاپی ۱۵ پیسے

تاریخ اشاعت

۲۲ - ۱۵ - ۸ - ۱

جلد ۲۷ - شمارہ ۳۰	ایڈیٹر: آل احمد سرور	۸ راگست ۱۹۶۸ء

اداریہ

غالب کی سویں برسی کے سلسلے میں

کاموں کی تنظیم کی ضرورت

خوشی کی بات ہے کہ غالب کی سویں برسی کے سلسلے میں اردو کے ادارے، ریاستی حکومتیں اور ادب دوست حضرات کتنی خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ غالب کی یاد میں جلسے کرنا، ان پر اچھے مقالے پڑھوانا، ان کے متعلق ڈرامے یا فلم تیار کرنا، ان کی تصانیف کی نمائش کرنا، ان کی تصانیف کے اچھے اڈیشن شائع کرنا، ان کی تصانیف کے ترجمے ہندوستان کی دوسری زبانوں اور بیرونی زبانوں میں شائع کرنا، مشاعرے کرنا، اس دور کی اہم چیزوں کے فوٹو شائع کرنا، یہ اور بہت سے کام ہیں جن کی تیاری ہو رہی ہے اور امید ہے کہ فروری تک بہت سے کام ہو جائیں گے مگر اس وقت سب سے ضروری، ان چیزوں میں ربط و تنظیم پیدا کرنا ہے۔ مرکزی کمیٹی کو اس سلسلے میں جلد سے جلد یہ اعلان کرنا چاہئے کہ وہ کیا کام خود کرے گی اور کن کاموں کی دوسرے لوگوں سے توقع رکھتی ہے۔ ریاستی کمیٹیوں کو مرکزی کمیٹی سے ربط پیدا کرنا چاہئے اور کوشش کرنا چاہئے کہ کاموں کی تکرار نہ ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ سویں برسی کے موقع پر جو اجتماع ہوں وہ سب ایک دن یا چند دنوں میں نہ ہوں بلکہ اس طرح پھیلائے جائیں کہ ۱۹۶۹ء میں جنوری سے لے کر جون تک تقریبات ہوتی رہیں اور لوگ جن تقریبوں میں چاہیں شریک ہو سکیں۔ مرکزی کمیٹی سے یہ بھی توقع ہے کہ وہ ریاستی کمیٹیوں یا یونی ورسٹی کی کمیٹیوں کو جو سہولتیں فراہم کر سکے کرے۔ مثلاً بعض تصانیف کی اشاعت کے لئے امداد دے بشرطیکہ مسودے تیار ہوں۔ نمائش کے لئے تصویریں اور دوسری چیزیں فراہم کرے اور ان کے لئے مناسب کرایہ لے لے۔ کچھ ریاستوں میں کمیٹیاں بن چکی ہیں۔ اب مرکزی کمیٹی ان کو نظر انداز کر کے دوسرے لوگوں کو نگراں مقرر کرے گی تو آئندہ کام میں دقت پیدا ہوگی۔ مناسب یہ ہوگا کہ ان سے رابطہ قائم کر کے ان کمیٹیوں اور مرکزی کمیٹی کے کاموں میں تنظیم پیدا کی جائے۔ اس موقع پر علمی کام ضروری ہیں، مگر وہ تو برابر ہوتے رہیں گے۔ غالب پر بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر ابھی بہت سے پہلوؤں پر لکھنے کی گنجائش ہے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ مگر یہ موقع خاص طور پر ہندوستان کے عوام، دوسری زبانوں کے جاننے والوں اور بیرونی ملکوں میں اردو سے دلچسپی رکھنے والوں کو غالب کی عظمت کا احساس دلانے کا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ غالب جس زبان کے شاعر تھے اس زبان کی قدر و منزلت بڑھے اور اس کی تعلیم اور چلن میں جو دشواریاں ہیں وہ دور ہوں۔ اس لئے اردو کی تمام انجمنوں، خصوصاً انجمن ترقی اردو ہند کی شاخوں کو چاہئے کہ غالب کی یاد میں پروگرام بنائیں اور اردو زبان کی مقبولیت میں اضافہ کرنے کے لئے پوری کوشش کریں۔

شعبۂ لسانیات مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں

پروفیسر مسعود حسین خاں کا تقرر

علی گڑھ، ۴ راگست ۶۸ء علمی اور ادبی حلقوں میں یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ اردو کے چوٹی کے محقق، نقاد، شاعر اور ماہر لسانیات پروفیسر مسعود حسین خاں کا تقرر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے شعبہ لسانیات میں پروفیسر کی حیثیت سے ہو گیا ہے اور موصوف نے یکم اگست کو اپنے نئے شعبے کا چارج لے لیا ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے پرانے طالب علم اور استاد ہیں۔ ۶۱ء میں عثمانیہ یونی ورسٹی کے شعبہ اردو کے صدر اور پروفیسر کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا تھا۔ عثمانیہ یونی ورسٹی میں قیام کے دوران مسعود حسین خاں

صاحبہ نے جو علمی اور تحقیقی کام کئے ان میں "قدیم اردو ایکشن کہانی اور قصہ مہر افروز و دلبر" کی اشاعت خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(نامہ نگار ہماری زبان)

اردو نثر کی ایک معیاری انتھالوجی

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی نئی کتاب "ریڈنگز ان لٹریری اردو پروز" (READINGS IN LITERARY URDU PROSE) وس کان سن یونی ورسٹی (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) سے شائع ہو گئی ہے۔ یہ کتاب ان طلبہ کے لئے ہے جن کی اردو مادری زبان نہیں۔ اردو کی کئی سو سالہ نثر کا انتخاب پیش کرتے ہوئے اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ اس کے ذریعے ثانوی سطح پر نہ صرف اردو زبان و ادب کی تعلیم دی جا سکے بلکہ اردو کی پشت پر جو مخصوص تہذیبی تصور ہے اس کے بنیادی عناصر بھی سامنے آجائیں۔ کتاب میں میر امن، مرزا غالب، محمد حسین آزاد، مولوی عبدالحق، رشید احمد صدیقی، ڈاکٹر سید عابد حسین، ڈاکٹر ذاکر حسین، آل احمد سرور، سید احتشام حسین، کرشن چندر وغیرہ مصنفین کی تحریریں شامل ہیں

واحد پریمی

استاذی حضرت شفا گوالیاری کے نام

اے مرے محترم، مرے مشفق
کون کہتا ہے مر گئے ہیں آپ؟
آپ سا ایک محسن اردو
سچا فنکار، شاعر ممتاز
صاحب علم، رہبر کامل
بے غرض دوست اختر باقی
نیک فرزند، خیر خواہ پدر
مہرباں بھائی، باوفا شوہر
یعنی اک نیک خوش صفات انساں
ذہن و دل سے جدا نہیں ہوتا
کبھی مر کر بھی مر نہیں سکتا
اے مرے محترم مرے مشفق
کون کہتا ہے مر گئے ہیں آپ!

بارہ بنکی کی تحصیل فتحپور میں ووٹروں کی فہرستیں اردو میں بھی

بارہ بنکی۔ بارہ بنکی ضلع کی فتح پور تحصیل کو درمیانی مدت کے الکشن کے لئے ریاستی حکومت نے اقلیتی زبان کا علاقہ قرار دیا ہے۔ اس قسم کی دوسری تحصیلیں بہرائچ، گونڈہ اور بستی میں ہیں۔ ایک نوٹی فیکیشن کے بموجب ان علاقوں کے ووٹروں کی فہرستیں اردو میں بھی شائع کی جائیں گی

(سیاست)

سہ ماہی مجلہ صحیفہ

مجلس ترقی ادب لاہور کا سہ ماہی مجلہ صحیفہ ڈاکٹر وحید قریشی اور کلب علی خاں فائق کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے جس میں علمی، ادبی، تحقیقی اور سوانحی مقالات، تہذیبی، ثقافتی اور معاشرتی مضامین کے ساتھ برصغیر پاک و ہند کی رفتار ادب کی عکاسی بھی ہوتی ہے نیز اس میں مجلس ترقی ادب لاہور کی تازہ ترین مطبوعات پر تبصرے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس رسالہ کی سالانہ قیمت چھ روپے ہے جسے مجلس ترقی ادب ۲۔ کلب روڈ لاہور سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حکومت یو پی نے مشاعروں کو تفریحی ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کا فیصلہ کیا ہے

لکھنؤ۔ حکومت یو۔ پی نے کوی سمیلن، مشاعروں، موسیقی، ناچ، کھیل کود کے پروگراموں اور تفریح کے طور پر ہوائی جہاز کی سواری اور اسی طرح کی سرگرمیوں کو تفریحی ٹیکس سے مستثنیٰ کر دینے کا فیصلہ کیا ہے سرکاری ذرائع کے بموجب ان پروگراموں اور سرگرمیوں کو تفریحی ٹیکس سے مستثنیٰ کر کے یو پی میں علمی ثقافتی اور تفریحی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور فنون لطیفہ کو ترقی دینا مقصود ہے۔

(سیاست)

راجندر سنگھ بیدی پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری

جناب سید نثار مصطفےٰ کو پٹنہ یونیورسٹی نے زیر نگرانی جناب ڈاکٹر اختر اورینوی، ان کے تنقیدی مقالہ "راجندر سنگھ بیدی اور ان کی ادبی خدمات" پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری دینے کا اعلان کیا ہے

(نامہ نگار)

آخری دن کی تلاش شایع ہو گیا

محمد علوی کا نیا مجموعہ آخری دن کی تلاش شایع ہو گیا اس مجموعہ کی قیمت تین روپے ہے۔ شجون کتاب گھر ۱۲۰۱ رانی منڈی الہ آباد سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

انیسویں صدی میں بنگال کا اردو ادب

دنیائے ادب میں یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ پروفیسر ایم۔ این جسن۔ ہاشمی (جو کہ ادبی دنیا میں جاوید نہال کے نام سے مشہور ہیں) کے مضامین کا مجموعہ (انیسویں صدی میں بنگال کا اردو ادب) شائع ہو گیا ہے۔

(ایم۔ اے نصر)

عبدالقوی دسنوی

محمد یوسف قیصر مرحوم

یہ ۱۹۶۱ء کی بات ہے میں تازہ تازہ بھوپال آیا تھا۔ مختلف لوگوں سے ملاقاتیں ہو رہی تھیں۔ یہ تاج بھوپالی، وہ باسط بھوپالی (مرحوم)، آپ شعری بھوپالی، اور یہ شریف احمد جنتائی، یہ حسن مسعود، یہ آفاق احمد اور کچھ نئے شعراء اور ادباء سے بھی تعارف ہوا۔ دراصل میں "احمد ہوٹل" میں ٹھہرا ہوا تھا اور یہ جگہ یہاں کے شعراء، ادباء اور سیاسی لوگوں کے لئے بڑی پرکشش تھی۔ زیادہ تر حضرات سے یہیں ملاقات ہوئی کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے ان سے ملنے کے لئے جانا پڑا۔ علامہ محوی صدیقی۔ ان سے گھر جا کر ملا بڑی محبت اور بزرگانہ شفقت کے ساتھ ملے۔ ڈاکٹر گیان چند جین اور ڈاکٹر ابو محمد سحر سے حمیدیہ کالج میں ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی امتحانات کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے۔ انہیں لوگوں کے ساتھ بھوپال کے مختلف مقامات احمد آباد اور شملہ دیکھنے کا موقع ملا لیکن اب تک یوسف قیصر صاحب سے ملاقات کی صورت پیدا نہیں ہوئی کہ گرمی کی چھٹیاں آگئیں اور میں اپنے وطن دلیسنہ چلا گیا۔

وطن سے واپسی پر کالج کے کاموں میں لگ گیا۔ مجلس اردو کا انتخاب ہوا تو افتتاح کا سوال پیدا ہوا۔ طے یہ پایا کہ افتتاح ڈاکٹر گیان چند جین صاحب کے ہاتھوں ہو اور اس موقع پر بھوپال کے بوڑھے لیکن قابلِ فخر شاعر و ادیب محمد یوسف قیصر صاحب کو ان کی ادبی خدمات کے سلسلے میں ایک تہنیتی مجلس اردو سیفیہ کالج کی طرف سے پیش کی جائے۔ چنانچہ مجلس کا افتتاح ہوا۔ ڈاکٹر گیان چند جین صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ پھر بوڑھے شاعر کو ایک طالب علم نے تہنیت پیش کی۔ شاعر نے دھیمی آواز میں جوابی تقریر کی۔ سکریٹری مجلس نے شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ ختم ہوا۔ شہر کے لوگوں نے سیفیہ کالج کی اس پیشکش کو بے حد پسند کیا۔ اس لیے کہ قیصر صاحب کی سب عزت کرتے تھے ان کی ادبی خدمات کو سراہتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی خدمات کا اعتراف کیا جائے۔

قیصر صاحب کو میں نے پہلی بار سیفیہ کالج میں دیکھا۔ قد نکلتا ہوا، رنگ صاف، چہرے پر جھریاں پڑی ہوئیں، پھول سی سفید داڑھی، اجلی کھنویں، آنکھوں میں ذہانت کی چمک۔ چلتے آہستہ آہستہ لیکن جسم میں تناؤ ابھی باقی تھا۔ خم نہیں آیا تھی۔

میں اکثر انھیں شام کو ابراہیم پورہ یا لوہا بازار میں دیکھتا آہستہ آہستہ جمعراتی کی طرف آتے ہوئے، سمول جوتے اور نہایت میلی شیروانی میں، منھ میں پان اور پیک کے دھبے کپڑوں پر، داڑھی کا کچھ حصہ بھی پیک سے سرخ۔ قیصر صاحب کا روز معمول تھا جمعراتی آنا۔ کچھ لوگوں کے ساتھ سلامیہ ہوٹل میں بیٹھنا اور واپسی پر جمعراتی سے پان خریدتے جانا۔ انھیں اس حالت میں دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی یوسف قیصر ہے جو شاعر بھی تھا مضمون نگار بھی، مترجم بھی تھا اور مورخ بھی جس نے بھوپال میں صحافت کے گیسو سنوارے اور جس کی تنقید ایسی تیکھی تھی کہ حکومت بھوپال اسے شہر بدر کرنے پر مجبور ہوئی، لیکن شریف طبیعت تھے اور علمی صلاحیت کے مالک تھے اس لئے ان کے چاہنے والے بھی پیدا ہوئے جنھوں نے "شہر بدر" کے زمانے کو اپنی سفارشوں سے مختصر کر دیا۔

آج سے تقریباً اسّی سال پیشتر یوسف قیصر فروری ۱۸۸۸ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے والد کا نام "ناظم علی" تھا۔ اس لئے اکثر مضامین میں نام کی جگہ "ناظم زادہ" رقم کرتے تھے۔ ابتداء میں گھر ہی پر اردو فارسی کی تعلیم ہوئی تھی اور انھوں نے جلد ہی (ان

فضل احمد کریم فضلی

غزل

زہرِ غم کھا کے بھی اچھا تو ہوں
اور کیا چاہیے ہنستا تو ہوں

دل دشمن میں کھٹکتا تو ہوں
کچھ نہ ہونے پہ بھی آشنا تو ہوں

کیا کروں آہ جو منہ سے نکلے
ویسے خاموش میں رہتا تو ہوں

کیا ضرورت ہے مجھے ویرانے کی
بزمِ یاراں میں بھی تنہا تو ہوں

تم اگر میرے نہیں ہو، نہ سہی
میں بہر حال تمہارا تو ہوں

جانے وحشت کہ محبت ہے مجھے
کھویا کھویا ہوا رہتا تو ہوں

دیکھئے دیکھئے کب آتے ہیں
آنے والے ہیں یہ سنتا تو ہوں

آپ کو کھیل تماشے ہیں پسند
میں بھی اک کھیل تماشہ تو ہوں

آپ دیکھیں نہ تو کیا اس کا علاج
ویسے میں بزم میں بیٹھا تو ہوں

حالِ زار ان سے کہوں کیا فضلی
وہ سمجھتے ہیں میں اچھا تو ہوں

میں دسترس حاصل کر لی تھی، پندرہ سال کی عمر سے شاعری شروع کی۔ اس زمانہ میں منشی احمد علی شوقؔ قدوائی کے والد کے یہاں ان کا آنا جانا تھا ان کی نظر سے قیصر صاحب کی غزلیں گزریں، انھوں نے ان کا تخلص قیصر تجویز کیا۔ قیصر صاحب کے استاد معشوق علی خاں جوہرؔ تھے جو غالب کے شاگرد تھے اس لیے قیصر صاحب کی ابتدائی غزلیں غالب کی رنگ میں تھیں علامہ محوی صدیقی صاحب کا کہنا ہے کہ قیصر تخلص اپنے استاد جوہر کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔

۱۹۰۴ء میں مولانا ابوالکلام آزاد امرتسر سے بھوپال تشریف لائے تھے اور تقریباً ایک ماہ قیام کیا تھا قیصر صاحب کے مولانا آزاد سے بڑے گہرے تعلقات ہو گئے تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"مجھ سے تعارف تو ہو چکا تھا اب ان کے ساتھ رہنے کی بھی عزت حاصل ہوئی مولانا کی زبان پر اردو فارسی کے سیکڑوں اشعار رہتے تھے، اٹھتے بیٹھتے یہی شغل تھا امرتسر سے آتے وقت ان کے پاس فارسی شعرا کا تذکرہ "آتش کدہ" تھا جس میں سے بعض وقت اچھے اچھے شعر سنایا کرتے۔ رات کے بارہ بجے تک کھلے میدانوں اور ریلوے پلیٹ فارم پر چہل قدمی رہتی اور دن کو اکثر مولوی محمد امین زبیری کے یہاں مجلس مباحثہ گرم رہتی۔"

آگے چل کر پھر لکھتے ہیں:

"یہ تین تذکرے پاکر مولانا صاحب بہت مسرور تھے اب آتشکدہ ملا کر ان کے پاس چار تذکرے ہو گئے، مولانا صاحب دن بھر ان کو دیکھا کرتے جو اچھا شعر دل میں بیٹھ گیا وہ ہر وقت زبان پر رہتا تھا۔ بڑے مزے سے سنایا کرتے تھے سناتے وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے کیف سے خود بھی بے خود ہو گئے ہیں۔ کبھی دل چاہا تو میرے اصرار پر اپنی غزل کے دو چار شعر سنائے مگر وہ بے کیف ہوتے تھے اور ان سے کوئی سرور پیدا نہیں ہوتا تھا۔"

(آج کل ستمبر ۱۹۵۸ء)

اسی زمانے میں قیصر صاحب نے والٹر کی ایک نظم کا ترجمہ "ماں کی لڑکی" کے نام سے کیا۔ یہ نظم بنگلور کے ایک میگزین میں شایع ہوئی۔

یہ زمانہ نواب سلطان جہاں کا تھا۔ سلطانیہ گرلس اسکول کے نصاب میں جو ریاست کے محکمۂ تعلیم سے منظور شدہ تھا کچھ خامیاں رہ گئی تھیں قیصر صاحب نے اس پر سخت تنقید کی جو "پیسہ اخبار" لاہور میں شائع ہوئی۔ حکومت نے قیصر صاحب کی اس تنقید کو پسند نہیں کیا اور انھیں جلاوطن کر دیا۔

قیصر صاحب بھوپال سے نکل کر کانپور پہنچے پھر لکھنؤ میں منتقل قیام کیا یہیں عزیز لکھنوی سے ملاقات ہوئی اور دوستی ہو گئی۔ مولانا ظفر الملک کے رسالہ "الناظر" سے جب منسلک ہوئے تو علامہ شبلی نعمانی سے بھی ملاقات ہوئی اور پھر قیصر صاحب ہر دوسرے تیسرے دن علامہ شبلی کے یہاں جانے آنے لگے جس سے تعلقات اور زیادہ گہرے ہو گئے۔ مولوی عبدالرؤف عشرت کی کتابوں کی دکان تھی جہاں عام طور سے شعرا اور ادبا جمع ہوا کرتے تھے قیصر صاحب کی وہیں مولانا عبدالحلیم شررؔ اور ریاض خیرآبادی سے ملاقات ہوئی اور تعلقات پیدا ہوئے۔ قیصر صاحب کچھ دنوں نول کشور پریس میں بھی ملازم رہے۔

مولوی وحید الدین سلیم لکھنؤ سے "مسلم گزٹ" نکالتے تھے۔ علامہ شبلی کی وجہ سے قیصر صاحب اس کے سب اڈیٹر ہوئے۔ اس زمانہ میں ایک فقیر بہت لہک لہک کر یہ شعر گلی کوچے میں گایا کرتا تھا:

اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے　　پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

جب فقیر یہ شعر گاتا ہوا نکلتا تھا تو سننے والوں کے دلوں میں ایک عجیب جوش اور ولولہ پیدا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ قیصر صاحب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انھوں نے غلامی کے خلاف ایک نظم لکھی جو "مسلم گزٹ" میں شائع ہوئی۔ جس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حکومت نے "مسلم گزٹ" کی ضمانت ضبط کر لی۔ وحید الدین سلیم گرفتار ہو گئے اور حکومت نے ان پر مقدمہ چلایا۔

یوسف قیصر اس طرح جلاوطنی کے ایام گزار رہے تھے کہ آخر علامہ شبلی کی سفارش سے بھوپال سرکار نے ان کا قصور معاف کر دیا اور انھیں یہاں آنے کی اجازت دے دی چنانچہ بھوپال واپس آ گئے اور نواب سلطان جہاں کے ذاتی کتب خانے کے لائبریرین ہو گئے۔

۱۹۰۷ء میں حبل المتین تجارتی کے تعاون سے بھوپال میں "مالوہ ریویو" جاری کیا۔

جون ۱۹۰۹ء میں بھوپال سے عورتوں کا رسالہ "الحجاب" نہایت آب و تاب کے ساتھ نکالا جس کی سرپرست نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ تھیں۔

اس زمانے میں شعرائے بھوپال نے اپنی ادبی صلاحیتوں کی تربیت اور شعری ذوق کو نکھارنے کے لئے "مسعہ بیاران" کے نام سے ایک انجمن بنائی جس کے ممبران علامہ محوی صدیقی، سید محمد یوسف قیصر، ارشد تھانوی، احسن دہلوی، عظمت اللہ بیگ، سرور قادری بدایونی، اور ذکا رصدیقی صاحبان تھے۔ اس انجمن کے خاتمہ پر انھیں لوگوں نے "دائرہ ادبیہ" کی بنیاد ڈالی جس کے زیر اہتمام ۱۸ر اگست ۱۹۱۰ء کو آل انڈیا مشاعرہ ہوا تھا جس میں بیرونی شعرا نے بھی شرکت کی تھی اور جس کی رو داد "آئینہ مشاعرہ" کے نام سے شائع ہوئی تھی۔

غالباً ۱۹۱۱ء یا ۱۹۱۲ء میں مولانا آزاد دوبارہ بھوپال تشریف لائے تھے۔ جس کے بارے میں قیصر صاحب تحریر کرتے ہیں:

"ان اموات کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد پھر بھوپال تشریف لائے اور بھوپال آکر احمد آبادی میں مقیم ہوئے۔ اب کے مولانا آزاد کے بہت سے عقیدت مند بھوپالی میں ہو گئے۔

مولانا صاحب گھر سے چل کر درختوں کے سایہ میں صاف شفاف پتھر کی چٹانوں پر بیٹھ جاتے عقیدت مند ان کے سامنے حلقہ بنا کر بیٹھتے اور مولانا کی سحر البیانی اور زورِ کلام سے اس درجہ مسحور ہو جاتے کہ گھنٹوں سننے بیٹھے رہتے پھر بھی دل چاہتا تھا کہ اسی طرح سنا کریں اور یہ آواز کانوں میں آتی رہے۔ کبھی رشد و ہدایت کی باتیں تھیں کبھی اسلام کے حقائق و معارف تھے۔ کبھی حالات حاضرہ کا جائزہ تھا کبھی مسلمانوں کی غفلت و جہالت کا تذکرہ تھا کبھی منتخبہ اشعار زبان پہ تھے کبھی طنز و مزاح تھا غرض جس موضوع پر زبان کھلتی تھی ایک دریا موجزن ہو جاتا تھا۔

کچھ دنوں رہ کر کلکتہ چلے گئے پھر نہ آنا تھا نہ آئے۔ کلکتہ جا کر اخبار الہلال جاری کیا جو ملک میں بے حد مقبول ہوا۔" (آج کل ستمبر ۱۹۵۸ء)

۱۹۱۵ء میں نواب سلطان جہاں کی سرپرستی میں بھوپال سے ماہنامہ "ظل السلطان" جاری ہوا۔ شروع ہی میں مولوی امین زبیری کے ساتھ یوسف قیصر صاحب بھی اس کے ادارہ میں شامل تھے۔

۱۹۱۸ء میں قیصر صاحب محکمہ تاریخ میں منتقل ہو گئے۔ اور مولوی امین زبیری کے مددگار کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ "دفتر تاریخ" ۱۹۲۹ء تک قائم رہا اس کے بعد قیصر صاحب کو پنشن ہو گئی۔ جب تک اس دفتر سے قیصر صاحب کا تعلق رہا وہ بڑی دلچسپی اور محنت سے کام کرتے رہے۔ چنانچہ مولوی امین زبیری نے اپنی تصانیف کے سلسلے میں ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور نواب سلطان جہاں بیگم نے بھی اپنی تصانیف کے سلسلے میں ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔

قیصر صاحب کی تحریریں ملک کے متعدد رسائل تنویر المشرق، ادیب الہ آباد، العصر، دکن ریویو، الناظر لکھنؤ، زمانہ کانپور، آج کل، مسلم گزٹ وغیرہ میں شائع ہوتی رہیں۔ اور ان کے تعلقات بھی اس دور کے ادیبوں اور شاعروں سے بڑے اچھے رہے۔ اکبر الہ آبادی، نوبت رائے نظر، احمد علی شوق قدوائی، مہدی افادی، علی حیدر طباطبائی، علامہ محوی صدیقی، ملا رموزی، وغیرہ صاحبان کی ایک طویل فہرست ہے جن سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ منشی احمد علی شوق قدوائی ۸ مئی ۱۹۱۳ء کو تحریر کرتے ہیں:

"آپ میرے دوست ہیں۔ میں دوستوں کو کبھی نہیں بھولتا یہ تو یاروں کا کام ہے کہ سامنے کی دوستی اور غائبانہ دشمنی .... نقاد کے نکلنے پر ہم سبھوں نے جواب کو دیکھا حق یہ ہے کہ صفدر صاحب نے قابلیت کا حق ادا کر دیا بھوپال میں آپ یا شاید آپ کے ایک یا دو احباب ہوں گے جو پورے طور پر اسے سمجھیں ورنہ سوا ادبی باتوں کے عرب کے فلسفۂ عشق و حسن (پر) جو کچھ لکھا ہے اسے عام کیا سمجھیں۔"

(نقوش خطوط نمبر حصہ اول ص ۳۵۲)

شوق قدوائی کے ۱۰ رجون ۱۹۱۳ء کے مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ قیصر صاحب اپنی نظموں کی اصلاح ان سے چاہتے تھے۔

"........ واللہ باللہ جو بات آج آپ نے مجھے لکھی ہے اس کو بجائے خود اور بھوپال کی موجودگی میں میں اکثر اپنے مرحوم دوست منشی شبیر حسن کو کہتا تھا کہ میرے دوست منشی ناظم علی کے بیٹے قیصر صاحب، ذی علم اور سخن سنجی سے ہشیار، مگر ستم یہ ہے کہ وہ چوک جاتے ہیں اور تنقیح پر توجہ نہیں کرتے ہیں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ خود ہی آپ کو ایسا خیال ہوا۔ اور جب میں آپ کی نظموں کو درست کر کے آپ کے پاس بھیجوں گا اور ایسی جگہ جہاں میں دخل دوں گا وہاں دخل دینے کی وجہ بھی لکھ دوں گا۔ تو چند ہی دنوں میں آپ اپنی نظمیں کیا دوسروں کی نظموں پر بھی تصحیح کی عمدہ نگاہ ڈال سکیں گے۔"

(نقوش خطوط نمبر حصہ اول صفحہ ۳۵۴)

مہدی افادی لکھتے ہیں:

"آپ صرف میرے ڈھب کی چیز نہیں بلکہ خیر سے میرے اچھے خاصے رقیب نکلے آپ لکھتے ہیں "میں اچھی کتابوں پر جان دیتا ہوں، پاکیزہ لٹریچر ہو لکھائی اچھی ہو عمدہ جلد بندی ہو بس دیکھ کر بیقرار ہو جاتا ہوں"

یہ نئی آواز ہے جو میرے کانوں میں پڑی لیکن اس سے آپ کی مذاق حسن پرستی کی ایک کافی حد تک غمازی ہوتی ہے۔"

(نقوش خطوط نمبر حصہ اول ص ۲۱۵)

ایک دوسرے خط میں مہدی لکھتے ہیں:

"آپ پہلے شخص ہیں جو برادرن سے اس حد تک اظہار دلچسپی کر سکے اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ اس ملک میں ان کی تحقیقات کی گنجائش کہاں تک ہے۔" (نقوش خطوط نمبر حصہ اول ص ۲۰۴)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قیصر صاحب کی شخصیت کیا تھی اور ان کے تعلقات اس وقت کے مشہور ادبا سے کس طرح کے تھے۔ لوگوں سے معلوم ہوا کہ قیصر صاحب کے یہاں مشاہیر کے خطوط کا انبار لگا ہوا تھا لیکن یہ تمام خطوط

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

۱۔ بمبئی سے بحری جہازوں کی روانگی۔ ہم مسرت کے ساتھ حج ۱۹۶۹ء کے لئے بحری جہازوں کی روانگی کے عارضی پروگرام کا اعلان کرتے ہیں۔

قبل رمضان اور دوران رمضان جہازوں کی روانگی

(۱) ایم۔ ایس۔ "مسعودی" تقریباً ۱۰ رنومبر ۱۹۶۸ء (۲) ایم ایس "مظفری" تقریباً ۱۷ رنومبر ۱۹۶۸ء

بعد رمضان جہازوں کی روانگی

۳۔ "مظفری"	تقریباً ۲۰ ردسمبر ۱۹۶۸ء	(۴) "مسعودی"	تقریباً ۲۹ ردسمبر ۱۹۶۸ء
۵۔ "محمدی"	" ۵ رجنوری ۱۹۶۹ء	(۶) "مظفری"	" ۱۰ رجنوری ۱۹۶۹ء
۷۔ "مسعودی"	" ۱۸ ر " "	(۸) "محمدی"	" ۲۱ ر " "
۹۔ "مظفری"	" ۲۷ ر " "	(۱۰) "مسعودی"	" ۸ ر فروری "
۱۱۔ "محمدی"	" ۱ ر فروری "	(۱۲) "مظفری"	" ۱۳ ر " "

یقینی تاریخوں کا اعلان ہر ایک جہاز کی روانگی سے کم از کم پندرہ روز قبل کیا جائے گا!

۲۔ **پلگرم پاس**۔ تمام حاجیوں کے لئے پلگرم پاس (حج پاسپورٹ) حاصل کرنا ضروری ہے یہ پاس بمبئی میں واقع حج کمیٹی کے دفتر سے حاصل کئے جاسکتے ہیں عازمین حج کی سہولت کے لئے پلگرم پاس کی رجسٹریشن فیس مبلغ بارہ روپے کرایہ جہاز کے ساتھ وصول کرلی جائے گی اس لئے حج کمیٹی بمبئی پلگرم پاس بنانے کی الگ سے کوئی فیس نہیں لے گی۔

۳۔ **کرایہ جہاز**۔

بمبئی تا جدہ اور واپسی سفر

فرسٹ کلاس	کرایہ مع خوراکی	محاصل صفائی جدہ کرایہ کشتی و اخراجات ٹرانسپورٹ	پلگرام پاس کی رجسٹریشن فیس	مجموعی رقم
بالغان	۱۶۷۰ روپے	۱۳۳ روپے	۱۲ روپے	۱۸۱۵ روپے
بچے ۳ تا ۱۰ سال	۸۳۵ "	——	"	۸۴۷ روپے
" ۱ تا ۳ "	۴۲۳ "	——	"	۴۳۵ "
۱ سال سے کم	——	——	"	۱۲ "
ڈیک کلاس			"	
بالغان	۶۰۰ "	۱۲۳ "	"	۷۳۵ "
بچے ۳ تا ۱۰ سال	۳۰۰ "	——	"	۳۱۲ "
" ۱ تا ۳ "	۲۶۵ "	——	"	۲۷۷ "
۱ سال سے کم	——	——	"	۱۲ "

صرف واپسی ٹکٹ ہی جاری کئے جائیں گے

۴۔ **پابندیاں**۔ حاجیوں کی عام صحت اور بھلائی کے پیش نظر حکومت ہند نے بعض پابندیاں عائد کی ہیں جن کے تحت مندرجہ ذیل طبقوں کے اصحاب کو سفر حج پر جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ چنانچہ عازمین حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی درخواستیں پیش کرنے سے پہلے ان پابندیوں کو اچھی طرح سمجھ لیں (الف) جن بچوں کی عمر پانچ اور چودہ سال کے درمیان ہوگی۔ (ب) جن عازمین حج کے پاس ہندوستانی سکے میں نقد رقم ۱۰۰۰ (ایک ہزار) روپیوں سے کم ہوگی۔ (ج) جن لوگوں نے گذشتہ پانچ سال کے اندر یعنی ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۸ء کے درمیان فریضہ حج ادا کیا ہے۔ ایسے اصحاب کو حج بدل پر جانے کی بھی اجازت نہیں ہوگی (د) جن خواتین کو جہاز پر سوار ہونے کے وقت پانچ ماہ یا اس سے زائد کا حمل ہوگا۔ (ہ) جو لوگ مندرجہ ذیل بیماریوں میں مبتلا ہوں (۱) دماغی امراض (۲) تپ دق یا سل (۳) قلبی امراض (۴) شدید دمہ (۵) متعدی جذام (۶) دیگر خطرناک چھوت کی بیماریاں اگر کسی شخص کی بیماری یا کسی خاتون کے حمل کی مدت کے متعلق کوئی شبہ ہوگا تو ان کا بمبئی میں طبی معائنہ کیا جائے گا۔ اس لئے عازمین حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی درخواستوں میں غلط بیانی سے کام نہ لیں اور اپنی نشستیں محفوظ کرائیں۔

۵۔ **نشستیں محفوظ کرانے کا طریقہ**۔ تمام درخواست دہندگان کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ درخواست کے ہر فارم پر اپنا پاسپورٹ سائز کا فوٹو چسپاں کریں اور ساتھ ہی فوٹو کی چار کاپیاں بھیجیں۔ فوٹو کی شرط خواتین کے لئے بھی ہے تاہم پردہ نشین خواتین اس سے مستثنیٰ ہوں گی۔ ایک سال سے کم عمر کے بچوں کے فوٹو بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ ہر عازم حج کو علیحدہ فارم پر درخواست کی دو نقلیں بھیجنی چاہئیں۔ اگرچہ ایک سال سے کم عمر کے بچے کا کرایہ معاف ہوتا ہے تاہم اس کی درخواست بھی علیحدہ فارم پر دو نقلوں میں ہونی چاہئے

دی مغل لائن

حج ۱۹۶۹ء

[illegible] اور اس پر اس کے والد یا سرپرست کے دستخط ہونے چاہئیں۔ اس میں یہ بھی ہونا چاہئے ... درخواست کے ہمراہ اس مضمون کا حلف نامہ ہونا چاہئے ... کے وطن ضلع یا ریاست میں رہنے والے کسی مستند ڈاکٹر یا حکیم کا سرٹیفکیٹ ... درخواست کے فارم پر مندرجہ ذیل تفصیلات درج ہونی چاہئیں (۱) نام ... تاریخ ولادت (۲) قومیت ہندوستانی یا غیر ہندوستانی (۳) پیشہ (۴) مستقل پتہ ... نام، پتہ اور یہ کہ اس کے ساتھ کیا رشتہ ہے (۶) اگر درخواست دہندہ ... رمضان بعد (۷) کس جہاز سے سفر کا ارادہ ہے (اس جہاز کا نام ...) نام اور اس کی تاریخ روانگی (۸) کس کلاس میں سفر کرنا ہے (۹) ... بینک کا نام اور رقم (۱۰) درخواست دہندہ کے دستخط یا نشانی انگوٹھے ... کے دو عدد دستخط یا انگوٹھے کے نشان۔

۶۔ فرسٹ کلاس و ڈیک کلاس کے ریزرویشن کا طریقہ ... جائے۔ اس میں تمام تفصیلات کی خانہ پری کی جانی چاہئے ... عمر ۵ سال سے تین سال کی عمر کے بچے کے ... کے لئے بالغ کا حلف نامہ و ڈاکٹری سرٹیفکیٹ۔ ۲۔ ڈیک کلاس ... زر نقد کی صورت میں حاجیوں کے مسافر خانہ میں اس وقت وصول کی ... ساتھ نہیں بھیجی جائے۔ ۳۔ فرسٹ کلاس کے ہر عازم حج کو اپنے ... ہوگی۔ اور خدمت گار کی درخواست کے فارم بھی اسی لفافہ میں ...

(ب) ڈیک کلاس۔ درخواستیں مع نقل ہونی چاہئیں ... عمر چھ سال سے اوپر ہو کرایہ کی پوری رقم ... روپے تین تا پانچ سال ... روپے اور ایک سال سے کم عمر کے بچے کے لئے بارہ روپے مع ...

(ج) عام ہدایات۔ (۱) تمام رقوم مغل لائن لمیٹڈ کے نام ... میں جمع کرائی جائے تو بہتر ہوگا اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے ... والے عازمین حج جہاں بینک کی سہولت نہیں ہے ... پہلے جاری کئے گئے ہوں وہ اس صورت میں قبول کئے جائیں گے ... دیا گیا ہو۔ کوئی رقم کسی اور شکل میں مثلاً منی آرڈر، چیک کے ذریعہ ... دو عدد ایک کا نام پورا پتہ اور رشتہ بتائیں ایسی خواتین اور محرم کی درخواستیں ... (۲) لفافے کے اوپر بھیجنے والے کا نام ... عازمین حج میں سے ہی کسی ایک کا ... گئی ہے کہ عازمین حج کو ان کی درخواستوں کا نتیجہ جلد معلوم ہو سکے۔ ... لکھنا چاہئے۔ تمام خط و کتابت عازمین حج سے براہ راست کی جائے گی ... جہازوں میں زیادہ سے زیادہ ۱۶۰۰ حاجیوں کے سفر کا انتظام کیا جا ... گے "سعودی" کی نشستیں پر ہو جانے کے بعد جو درخواستیں بھی آئیں گی ... سے زائد درخواستیں نہیں ہونی چاہئیں اور تمام درخواستیں ایک ... زائد درخواستیں ہوں گی۔ اس پر غور نہیں کیا جائے گا۔

(د) "طبقات" عازمین حج کو اپنی درخواستیں ان طبقات کے ... (۱) حج ۱۹۶۸ء کی مغل لائن کے رسیدیں پیش کرتے ہوئے درخواست دہندگان ... اس جن کی درخواستیں پہلے وہ بار مسترد ہو چکی ہیں ......

(۳) وہ درخواستیں جو حج ۱۹۶۸ء کے لئے مسترد ہوئی تھیں

(۴) جو درخواستیں مندرجہ بالا طبقات کے تحت نہیں ... ہر درخواست پر نمبر سلسلہ دیا جائے گا۔ اور ہر نمبر سے قبل ... نمبر سلسلہ ہو گا مثال کے طور پر مغربی بنگال سے آنے والی کسی درخواست ...

لمیٹڈ
۱۹۶

لفافہ پر صرف درخواست کنندہ
ہر ایک ریاست کا حرف تہجی نشان ۔ ۸۔ اتر پردیش، مغربی بنگال، ۹۔ بہار، ۱۰۔ مدھیہ پردیش، ۱۱۔ کیرالا، ۱۲۔ آسام، ۱۳۔ آندھرا پردیش، ۱۴۔ جموں و کشمیر
۱۵۔ میسور، ۱۶۔ گجرات، ۱۷۔ مدراس، ۱۸۔ ہماچل پردیش، ۱۹۔ راجستھان، ۲۰۔ پنجاب اور ہریانہ، ۲۱۔ تری پورہ، ۲۲۔ اڑیسہ، ۲۳۔ دہلی، ۲۴۔ اسامی پور، ۲۵۔ ہماچل پردیش، ۲۶۔ انکا بیپ
۲۷۔ پانڈیچری، ۲۸۔ منی پور، ۲۹۔ دمن اور دیو، ۳۰۔ انڈمان و نکوبار، ۳۱۔ سکم، ۳۲۔ ناگالینڈ، ۳۳۔ دادرا و نگر حویلی، ۳۴۔ نیفا۔

(۱) طبقہ نمبر ۱: جن حاجیوں کے نام حج ۱۹۶۸ء میں ڈیک کلاس یا فرسٹ کلاس ویٹنگ لسٹ پر تھے اور جنہیں کسی بھی جہاز میں جگہ نہ مل سکی، انہیں امسال یقینی طور پر جگہ دی جائے گی چنانچہ ان حاجیوں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ گذشتہ موسم حج کے لئے اپنی اس درخواست کے ساتھ اپنے ویٹنگ لسٹ فارم منسلک کریں اور انہیں ایک ہی لفافہ میں بھیجیں لیکن جن حاجیوں نے اپنے ویٹنگ لسٹ فارم کمپنی میں جمع کر کے اپنی رقم واپس لے لی ہے وہ اپنی تازہ درخواست پر گذشتہ سال کی ویٹنگ لسٹ نمبر کا حوالہ دے سکتے ہیں جن تازہ درخواستوں کے ساتھ یہ تفصیلات نہ ہوں گی انہیں اس طبقے میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

(۲) طبقہ نمبر ۲: جن اصحاب نے حج ۱۹۶۸ء کے لئے یا اس سے ماسبق میں درخواست دی تھی اور جن کی درخواست دو سال یا اس سے زائد بار مسترد ہو چکی ہے انہیں بھی امسال یقینی طور پر جہاز میں جگہ دی جائے گی چنانچہ ان حاجیوں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی تازہ درخواست کے ساتھ دو سال کی رد کردہ درخواستیں منسلک کریں، اور انہیں ایک ہی لفافہ میں بھیجیں۔

(۳) طبقہ نمبر ۳: فرسٹ یا ڈیک کلاس کی جو درخواستیں ۱۹۶۸ء میں مسترد ہو گئی تھیں انہیں امسال قرعہ میں ترجیح دی جائے گی چنانچہ ان حاجیوں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ حج ۱۹۶۸ء کی رد کردہ درخواستیں نئی درخواستوں کے ساتھ منسلک کریں اور انہیں ایک ہی لفافہ میں بھیجیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو ان کی درخواستیں طبقہ نمبر ۴ میں شمار کی جائیں گی۔

(۴) طبقہ نمبر ۴: جو اصحاب پہلی بار درخواست بھیج رہے ہیں یا جن کا شمار مندرجہ بالا تین طبقات میں نہیں ہوتا ان کی درخواستوں کی سہولت کے مطابق قرعہ اندازی ہوگی۔ انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے لفافہ میں دوسرے طبقات کی درخواستیں نہ ہوں۔

طبقہ نمبر ۵: (الف) جن خواتین کا شمار طبقہ ۱ یا طبقہ ۲ میں ہو انہیں چاہئے کہ وہ اپنے اس محرم کا نام اپنی درخواست میں لکھیں جو ان کے ساتھ حج پر جانے والے ہیں اگر محرم کا تعلق بھی اسی طبقہ سے ہے جس طبقہ سے خاتون کا ہے تو دونوں کی درخواستیں ایک دوسرے کے ساتھ بھیجی جا سکتی ہیں، لیکن اگر محرم کا تعلق طبقہ ۴ یا ۵ سے ہے تو ان کی درخواستیں علیحدہ بھیجی جانی چاہئے۔ (ب) دیگر صورتوں میں جہاں کہ عازمین حج ایک ساتھ سفر کرنا چاہتے ہیں جیسے میاں بیوی، بھائی اور بہن یا باپ اور بیٹی وغیرہ لیکن جن کا تعلق مختلف طبقات سے ہو مثلاً کوئی ۱۹۶۸ء کی ویٹنگ لسٹ کے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے کوئی دو سال یا ایک سال کی رد کردہ درخواست کے طبقہ سے تعلق رکھتا ہو یا کسی کی درخواست پہلی بار پیش کی جا رہی ہو تو وہ ایک ہی لفافہ میں اپنی درخواستیں بھیج سکتے ہیں، لیکن اس لفافہ کو سب سے نچلے طبقہ والی درخواست میں شمار کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر کسی ایک لفافہ کی ایک درخواست طبقہ نمبر ۲ کی ہے دوسری طبقہ ۳ کی ہے اور تیسری طبقہ ۴ کی ہے تو اس لفافہ کا شمار طبقہ ۴ میں کیا جائے گا۔

عازمین حج کو اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ ایک لفافہ کے اندر مختلف طبقوں کی درخواستیں نہ ہوں دوسرے لفظوں میں ہر طبقے کی درخواستیں کے لئے ایک علیحدہ لفافہ اور علیحدہ ڈرافٹ ہونا چاہئے۔

(۷) ویٹنگ لسٹ: (۱) درخواستوں میں سے ایک مخصوص تعداد کو قرعہ اندازی کے ذریعہ فرسٹ اور ڈیک کلاس کی ویٹنگ لسٹ پر لیا جائے گا اور ریزرویشن منسوخ ہونے کی صورت میں ویٹنگ لسٹ والوں کو موقع دیا جائے گا اور متعلقہ حاجی کو اس کی اطلاع فوراً دی جائے گی (۲) جن عازمین حج کے نام ویٹنگ لسٹ پر آئیں گے انہیں پر زور مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ بغیر بلائے بمبئی نہ آئیں ورنہ سفر حج کا انتظام نہ ہونے کی صورت میں کمپنی کوئی ذمہ داری قبول نہ کرے گی۔ (۳) جو درخواستیں قرعہ اندازی میں کامیاب نہ ہوں گی انہیں ڈرافٹ وغیرہ کے ساتھ بھیجنے والوں کو لوٹا دیا جائے گا۔ (۸) بکنگ کا آغاز: کمپنی کے دفتر کے کاؤنٹر پر کوئی درخواست قبول نہیں کی جائے گی تمام درخواستیں رجسٹرڈ یا بیمہ شدہ لفافوں میں اس طریقے سے بھیجی جائیں جو اوپر بتایا گیا ہے۔ درخواستیں ۲۰ ستمبر ۱۹۶۸ء تک کمپنی میں مل جانی چاہئیں۔ اس تاریخ کے بعد جو بھی درخواست موصول ہوگی اسے واپس کر دیا جائے گا۔ (۹) ریزرویشن کی منسوخی: (۱) اگر کوئی عازم حج اپنا ریزرویشن منسوخ کرانا چاہے تو وہ جہاز چھوٹنے کے کم از کم دس روز قبل کمپنی کو مطلع کر دے ورنہ کرایہ کی رقم واپس کرتے وقت اس میں سے دس فیصدی کاٹ لی جائے گی۔ اس قاعدے کا اطلاق ویٹنگ لسٹ ان حاجیوں پر بھی ہوگا جنہیں جہاز میں جگہ پیش کی جائے گی اور جو اس کا فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ (۲) اگر کوئی صاحب اپنا ریزرویشن منسوخ کرانا چاہیں تو انہیں اپنا پی فارم یا ٹکٹ اور فارم واپس کرنا ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی بتانا ہوگا کہ ان کی ارسال کردہ رقم بذریعہ ڈرافٹ بھیجی جائے یا منی آرڈر، ٹیلیگرافک ٹرانسفر سے رقم بھیجنے کی صورت میں ضروری ہوگا کہ اخراجات کی رقم بھی بھیجی جائے جس کو ان کی موجودگی میں منتقل کیا جائے۔

۱۲۔ ٹیکہ اور انجکشن: عازمین حج کو یہ معلوم ہے کہ ان کے پاس مخصوص انٹرنیشنل فارم پر مندرجہ ذیل ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ہوں۔ اگر نہیں ہو تو ہر سرٹیفکیٹ پہلے سے حاصل کر لینے چاہئیں۔ ۱۔ ہیضہ: ہیضے کے سرٹیفکیٹ میں یہ اندراج ہونا چاہئے کہ عازم حج کو لگاتار دو ٹیکے دس دن کے وقفہ سے دو انجکشن لگائے گئے ہیں پہلا انجکشن نصف سی سی اور دوسرا انجکشن ایک سی سی کا ہونا چاہئے۔ یہ سرٹیفکیٹ دوسرا انجکشن لگوانے کی تاریخ سے چھ ماہ تک کارآمد ہوگا۔
۲۔ چیچک: چیچک کے ٹیکے کا سرٹیفکیٹ کامیاب ٹیکہ یا ابتدائی ٹیکہ لگوانے کی تاریخ سے آٹھ روز بعد قابل ہوگا اور تین سال تک کام دے سکے گا دوبارہ ٹیکہ لگوانے کی صورت میں ساتھ ہی روز سے کارآمد سمجھا جائے گا۔
۳۔ اسٹول کلچر: سعودی حکومت نے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ ہر حاجی کے پاس نگیٹیو اسٹول ٹیسٹ سرٹیفکیٹ ہو جو جہاز پر سوار ہونے کی تاریخ سے ۱۰ دن سے زائد کا نہ ہو۔ یہ سرٹیفکیٹ کسی سرکاری لیبوریٹری کا جاری کردہ ہو اس پر حفظان صحت کے حکام کی تصدیق بھی ہونی چاہئے۔
۱۴۔ دیگر امور: (۱) سفر حج کے لیے درخواست کے فارم مغل لائن سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ (۲) اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے علاوہ حج ۱۹۶۹ء کے متعلق کوئی بات دریافت کرنی ہو تو براہ مہربانی "ایگزیکٹو آفیسر حج کمیٹی، لوکمانیہ تلک مارگ، بمبئی نمبر ۱" سے رجوع کریں۔

دی مغل لائن لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ فورٹ بمبئی ۱
تار کا پتہ: مغل بمبئی
فون نمبر ۲۵۶۸۳۵

مراسلات

تصویرِ غم

ہماری زبان کے قارئین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ میرے ایک پردغیر دوست کے گمشدہ تحقیقی مقالہ اور چند نایاب قلمی کتابوں کی تلاش اور بازیافت میں میری مدد فرمائیں۔

یہ تحقیقی مقالہ ۱۹۵۰ء میں حیدرآباد میں چوری ہوگیا تھا اس کے بعد اسے دوبارہ لکھا گیا لیکن ۱۹۵۹ء میں اٹارسی اسٹیشن پر اس گمشدہ مقالہ کی ترقی یافتہ شکل اور چند نایاب قلمی کتابیں جس سوٹ کیس میں رکھی ہوئی تھیں وہ گم ہوگیا۔ اس سوٹ کیس میں مقالہ نگار کی ایک انگریزی تاریخی کتاب کے مسودہ کے چند مضامین کا اردو ترجمہ تھا۔ اس مسودہ کے شروع میں مدھیہ پردیش کے گورنر ڈاکٹر پٹابھی سیتا رمیا کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا پیش لفظ تھا۔ اس سوٹ کیس میں چند ایسی قلمی کتابیں بھی تھیں جن کے دوسرے نسخے بہت کمیاب ہیں۔

فی الحال ان تاریخی مضامین اور اس مقالہ کی بازیافت مطلوب نہیں ہے۔ مقالہ مکمل ہوگیا ہے اور مضامین کا ازسرِنو ترجمہ کرلیا گیا ہے ان میں سے بیشتر مضامین عرصہ ہوا چھپ چکے ہیں اس دوران میں ان نایاب قلمی کتابوں کی تلاش میں ہر طرف سے مایوسی ہوئی اور مقالہ کے متعلق کتابوں کی فراہمی اور مطالعہ میں بڑی صبر آزما اور حوصلہ شکن دقتیں پیش آئیں۔

اتنی مدت کے بعد اس امر کی اطلاع کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ مئی ۱۹۶۸ء کے ھدیٰ (اردو ڈائجسٹ دہلی) میں "تصویرِ غم زین آباد" کے عنوان سے ایک انشائیہ شایع ہوا ہے۔ یہ انشائیہ ممتاز محل کے عارضی مدفن کی زندہ اور جیتی جاگتی تصویر ہے اور فاضل انشائیہ نگار کے "کمالِ فن" کا شاہد "سحر آفرینی" کا نادر شاہکار اور "چابکدستی" کا مدلل ثبوت ہے، تصویرِ غم کے چند المناک پہلو ملاحظہ کیجئے:

۱۔ ھدیٰ: صفحہ ۹۱ کالم ۱ سطریں ۷، ۸، ۹، ۱۰ کے لئے ملاحظہ کیجئے: "آہو خانہ" مطبوعہ بہارستان اگست ۱۹۶۵ء صفحہ ۴۴

۲۔ ھدیٰ: صفحہ ۹۱ کالم ۱ سطریں ۶، ۷ کے لیے ملاحظہ کیجئے اردو ادب ۱۹۶۴ء شمارہ ۱ صفحہ ۱۳۰، بہارستان صفحہ ۲۶

۳۔ ھدیٰ: صفحہ ۹۱ کالم ۱ سطریں ۹، ۱۰ "تاج محل" اردو ادب ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۳۰ بہارستان صفحہ ۴۴

۴۔ ھدیٰ: صفحہ ۹۱ کالم ۲ سطریں ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ کے علاوہ پورا صفحہ ملاحظہ ہو: اردو ادب صفحہ ۱۲۸، بہارستان صفحہ ۴۳

۵۔ ھدیٰ: صفحہ ۹۲ کالم ۱ پہلی ۸ سطریں سب نقل ہیں کالم ۲ سطور ۱۴ تا ۲۴ اردو ادب صفحہ ۱۲۹، بہارستان صفحہ ۴۴

۶۔ ھدیٰ: صفحہ ۹۲ کالم ۱ سطریں ۳ تا ۸ نقل ہے اردو ادب ۱۳۱ صفحہ ۹۲ کالم ۱ سطریں ۱۱ بہارستان صفحہ ۴۵

ہماری زبان ۲۲ نومبر ۱۹۶۵ء

مذکورہ بالا اقتباسات کی غیر معمولی یکسانیت جس میں الفاظ اور نقاط کا بھی ذرّہ برابر فرق نہیں ہے راقم کو اس جسارت پر مجبور کرتی ہے کہ وہ فاضل انشائیہ نگار سے تصویرِ غم زین آباد کے متعلق اپنی پوزیشن کی وضاحت کا مطالبہ کرے۔

بہارستان اور اردو ادب کے مطبوعہ مضامین کے تراشے ھدیٰ ڈائجسٹ کے ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ بھیجدیے گئے تھے۔ جواب سے محرومی ان سطور کی تحریر کا باعث ہوئی۔ (عبید اللہ کوثی ندوی)

گل ہائے عقیدت

میں "گل ہائے عقیدت" کے عنوان سے ان منظومات کو ترتیب دے رہا ہوں جو وقتاً فوقتاً شعرائے کرام نے غالب کی شخصیت و شاعری سے متاثر ہوکر کہی ہیں لہذا متعلق حضرات سے گذارش ہے کہ درج ذیل پتہ پر اپنی نظمیں، رباعیات یا قطعات مع اپنی مختصر سوانح عمری کے مرحمت فرماکر اس امر میں مجھے سہولت بہم پہنچائیں۔ شکرگزار ہوں گا۔

عادل جعفری۔ ۴۹۔ اوشا گنج (اندور)

صدائے مشترک

ادارہ تنظیم نو دہلی کے زیر اہتمام میں "صدائے مشترک" کے عنوان سے ایک کتاب شائع کر رہا ہوں جس میں اردو سے متعلق نظمیں غزلیں، قطعات، تضمینات وغیرہ شامل کر رہا ہوں۔ شعراء سے درخواست ہے کہ اگست کے اواخر تک اپنی دس غزلیں مختصر سوانح عمری اور اپنی تصویر کے ساتھ ذیل کے پتہ پر بھیجنے کی زحمت فرمائیں۔

پتہ: عاصی رامپوری۔ ایڈیٹر ماہنامہ تاج محل ۲۴۴۳ کمرہ بنگش دریا گنج دہلی۔ ۶

انیس انور

مکتوب لندن

تارکین وطن کے لیے خصوصی لائبریری

باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ برمنگھم سٹی کونسل اس سال کے اواخر تک تارکین وطن کے استفادہ کے لئے ایک خصوصی لائبریری قائم کر رہی ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے برطانیہ کی منفرد لائبریری ہوگی۔ اس لائبریری میں اردو، پنجابی اور بنگلہ کتب کا ذخیرہ ہوگا اور یہ بھارتی و پاکستانی تارکین وطن کے لئے مخصوص ہوگی۔

برمنگھم کی مرکزی لائبریری میں برصغیر کی مختلف زبانوں کی ... کتابیں موجود ہیں مگر مطالعہ کنندگان کی کثیر تعداد کے لئے یہ ذخیرہ ناکافی ہے۔ برمنگھم کی دیگر لائبریریاں انڈیا آفس لائبریری سے کتابیں مستعار لیتی تھیں مگر اب انڈیا آفس لائبریری نے کتابیں دینے سے انکار کر دیا ہے چنانچہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے سٹی کونسل نے ایک خصوصی لائبریری قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ لائبریری تین ہزار کتب پر مشتمل ہوگی اور یہاں سے برمنگھم کی دوسری لائبریریاں کتابیں مستعار لے سکیں گی۔ برمنگھم سٹی کے چیف لائبریرین جناب ٹیلر نے انکشاف کیا ہے کہ وزارت تعلیم و سائنس نے مجوزہ لائبریری کے لئے وافر مالی امداد کی پیش کش کی ہے۔ اس لائبریری میں دو لائبریرین مقرر کئے جائیں گے ان میں ایک لائبریرین کے لئے برصغیر کی دو زبانیں جاننا ضروری ہوگا۔ لائبریری کے لئے بھارت اور پاکستان سے کتب کی برآمد کا سلسلہ عنقریب شروع ہوگا۔

اردو لائبریری ٹوٹنگھم کے قیام کی سالگرہ

۲۷ر جولائی بروز ہفتہ

۶ بجے شام مڈلینڈ ڈیزائنز اینڈ بلڈنگ سنٹر، ٹوٹنگھم میں اردو لائبریری کے قیام کی پہلی سالگرہ منائی جا رہی ہے نائب وزیر مملکت برائے دولت مشترکہ مسٹر ولیم وائٹ لوک مسٹر افضل اقبال، ڈپٹی ہائی کمشنر پاکستان، رکن دار العوام مسٹر ہائیکل، نکلسن اور دیگر بھارتی، پاکستانی اور مقامی حضرات شریک ہوں گے۔

'آفاق' (جولائی)

غزل
از بشیر احمد شہید صاحب اکولہ (بھارت)

واعظ بھی میکدے میں سر شام آ گیا
گویا حدود کفر میں اسلام آ گیا

گلچیں گل گردش کی ساز ش بھی نئی
لے دے کے فصل گل ہی پہ الزام آ گیا

دانش کے ناخنوں سے تو عقدے نہ کھل سکے
اک جذبہ جنوں مگر کام آ گیا

شہر خموش میں یہ چراغاں ہے آج کیوں
شاید شہید گردش ایام آ گیا

'مشرق' (جولائی)

راہ عشق
از سید سجاد حسین بخش (لندن)

یہ تری نگاہ کا تقاضوں، کبھی جی اٹھا کبھی مر گیا
کبھی یہ ادائیں تھیں دلنشیں، کبھی یہ ادائیں تھیں دل شکن
کوئی ہم سخن ہے نہ ہم زباں، کوئی غمگسار نہ مہرباں
مرے دل کے حال خراب پر مری بیکسی بھی ہے نوحہ زن
یہ تضاد ہم نہ سمجھ سکے یہاں سکھ بھی ہے یہاں دکھ بھی ہے
ہے کلی کلی پہ جہاں پھبن وہاں ساتھ خار کی ہے چبھن
رہ زیست ختم سہل نہیں، ہیں قدم قدم پہ صعوبتیں
نیا امتحاں ہے نفس نفس، کہیں دار ہے کہیں ہے رسن

مدینہ میں اردو

مدینہ منورہ، بزم اردو نے مدینہ منورہ میں اردو زبان و ادب کے لیے جو خوشگوار ماحول پیدا کیا ہے اور عربی سماج میں اسے پروان چڑھانے کی خاطر جن بے لوث خدمات سے عہدہ برآ ہو رہی ہے وہ یقیناً ہندوستان کے محبان اردو کے لئے ایک قابل قدر مژدہ ہے اس بزم کی سرگرمیاں اور اس کے مقاصد و عزائم ہماری زبان میں منظر عام پر آ چکے ہیں اس لئے اب کسی تفصیلی تعارف کی ضرورت نہیں۔ ماہ ربیع الاول میں اس بزم کی جانب سے ایک نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا۔ نشست کی کارروائی بعد نماز عشاء مولانا فضل الرحمن صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی، قاری احمد علی خاں صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا افتتاح کیا اس کے بعد صدر بزم اردو سید احمد مدنی صاحب نے اپنے افتتاحیہ خطبہ میں بزم اردو کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بزم کے مقاصد کو واضح کیا۔ خطبۂ افتتاحیہ کے بعد صدر مجلس نے اپنے خطبۂ سیرت سے حاضرین کو مستفید کیا۔ انھوں نے کہا کہ یہ بزم ہمارے درمیان اتحاد و یگانگت اور اخلاق و محبت و اخوت کا رشتہ استوار کرتی ہے نیز اردو زبان کے سلسلہ میں اس بزم کی خدمات نہایت خوش آئند ہیں۔ صدارتی تقریر کے بعد سید ابو الفاروق ندوی صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ محسن اعظم کے عنوان سے اپنے تاثرات کا اظہار کریں آپ نے محسن انسانیت کے خدوخال اور آپ کی عظمت و آفاقیت کو اپنے مختصر مقالے کے آئینہ میں منعکس کرنے کی کوشش کی نشست کا دوسرا دور نعتیہ مشاعرہ سے شروع ہوا۔ عبد العزیز صاحب نے ایک نعت پیش کی ان کے بعد حافظ محمد حسین صاحب نے حضرت جامی کا کلام روائتی انداز میں پیش کیا پھر بزم کے شاعر شاکر عنایت اللہ صاحب شاکر، شکوہ عبد الجلیل صاحب سوختہ، حبیب اللہ صاحب، مدثر حسین صدیقی، نے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

اس کے بعد سکریٹری صاحب نے مشاعرہ کے اختتام کا اعلان کیا صدر بزم نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اس طرح یہ محفل بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

بہار کی خبریں

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں اردو یونیورسٹی قائم کی جائے۔

پٹنہ۔ لسانی مسئلہ سے متعلق سیمینار میں لسانی اقلیتوں کے لسانی مسئلہ پر جس ذیلی کمیٹی میں غور و خوض ہوا اس کی صدارت لیبر اینڈ سوشل ویلفیئر شعبہ کے صدر ڈاکٹر جی پی سنہا نے کی انھوں نے اپنے مضمون میں لسانی اقلیتوں کے مسائل کا ذکر کیا اور بہار میں لسانی اقلیتوں کے مسائل کا ذکر کیا اور بہار میں لسانی اقلیتوں کے جو مسائل تھے ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انھوں نے کہا کہ لسانی اقلیتوں کو آئین کے مطابق جو سہولتیں حاصل ہیں وہ ملنی چاہئے۔ پرائمری درجہ کے علاوہ سکنڈری درجہ تک مادری زبان میں تعلیم کی سہولت دی جائے۔ اقلیتوں کی زبان میں کتابوں کی معقول چھپائی کا انتظام کیا جائے۔ اسکول اور کالجوں میں اقلیتوں کی زبان میں تعلیم دینے کی سہولت ملنی چاہئے یونیورسٹی سطح تک اقلیتی طلبہ کو اپنی زبان میں جوابات دینے کی سہولت برقرار رہنی چاہئے۔ ڈاکٹر سانتا نے اپنے مضمون میں اقلیتوں کے تعلیمی اداروں میں مداخلت پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ شمالی اور جنوبی ہندوستان میں مرکزی یونیورسٹی قائم کی جائے اور اس میں ذریعہ تعلیم اردو رکھی جائے۔

بہار میں اردو آبادی کا سروے اہم کام

کٹیہار۔ جناب محمد زین الحق جنرل سکریٹری پورنیہ ضلع انجمن ترقی اردو و جوائنٹ کنوینر اعداد و شمار کمیٹی نے ایک بیان کے ذریعہ بہار کی اردو آبادی سے درخواست کی ہے کہ وہ تعلیمی، سماجی، معاشی سروے کے کام میں انجمن کی مدد کریں۔ انجمن کی نئی مجلس عاملہ نے اپنی پہلی نشست میں یہ طے کیا کہ بہار میں اردو آبادی کا لسانی سروے کیا جائے اور اس غرض سے محمد زین الحق صاحب، پروفیسر سید مظفر اقبال صاحب کمال الدین صدیقی بی۔ اے اور تسنیم ربانی پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ واضح رہے کہ حکومت نے ایک لسانی سروے کمیٹی لکشمی نرائن سدھانشو کی نگرانی میں قائم کی ہے جس کمیٹی میں اردو کا کوئی نمائندہ نہیں لیا گیا ہے لہٰذا اپنے طور پر انجمن ہی سے اردو آبادی کا اپنا سروے مکمل کرنا ضروری ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پٹنہ کارپوریشن، دانا پور، کھگول شہری حلقوں میں کامریڈ معصوم شرقی، انیس محمد حسین انصاری، سید ضیاء الدین احمد بی۔ اے، سید فیاض الرحمن ایم۔ اے ڈپ ان ایڈ، باستہ عظیم آبادی اور شمشاد علی خاں یعقوبی سروے کا کام عنقریب شروع کر رہے ہیں۔ اس غرض سے سروے فارم کی چھپائی ہو رہی ہے۔ جناب محمد زین الحق نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ خوش قسمتی سے آج ہمارے بہار میں اردو کا مسئلہ انجمن ترقی اردو کے دفاتر سے نکل کر ایک عوامی مسئلہ بن چکا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ نہ صرف ریاست کی بیشتر آبادی بلکہ سیاسی شعور اور جانکاری رکھنے والے سبھی افراد خواہ ان کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے ہو اردو کو بہار کی علاقائی زبان کا درجہ دینے کے مطالبے کو ایک پیچیدہ مگر ناقابل التوا مسئلہ سمجھ رہے ہیں بہار ریاستی انجمن ترقی اردو کی پالیسی اور پروگرام کے مطابق اردو بولنے پڑھنے اور سمجھنے والے افراد اور خاص طور پر انجمن ترقی اردو سے متعلق سبھی کارکنان اور عہدیداران سے ہماری یہ اپیل ہے کہ پوری ریاست میں جہاں اردو بولنے والوں کی معتدبہ آبادی ہے اردو ہائی اسکول، مڈل اسکول اور پرائمری اسکول قائم کرنے کے لئے سرگرم عمل اور مستعد ہو جائیں۔ اس کے علاوہ کنڈر گارٹن اور مونٹیسری اسکولوں کے طرز پر اردو انگلش میڈیم سے تعلیم دینے کے لئے ایسے اسکول کا قیام ان تمام شہروں میں ہو جائے جہاں اردو بولنے والی آبادی معاشی طور پر اس قابل ہو کر ایسے رہائشی اسکول قائم کر سکیں اور اپنے بچوں کی تعلیم رہائش اور خورد و نوش کی پوری کفالت کر سکے۔ انجمن نے یہ طے کیا ہے کہ اردو بولنے والی آبادی کو اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اردو کے ذریعہ معاشی و سماجی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے جن مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس کا قابل اعتماد منظم اور سائنٹیفک ڈھنگ سے جائزہ لیا جائے۔ اس مقصد کے تحت انجمن نے یہ طے کیا ہے کہ وہ تمام ضروری اعداد و شمار فراہم کئے جائیں جس سے ہم یہ اندازہ کر سکیں کہ ریاست میں اردو بولنے والے بالغوں اور بچوں کی کتنی تعداد ہے اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولتیں کتنے بچوں کو حاصل ہیں اور ایسے کتنے بچے ہیں جنھیں اردو کی بجائے مجبوراً دوسری زبان اور بالخصوص ہندی پڑھنا پڑھ رہا ہے کتنے ایسے بچے ہیں جنھیں سرے سے تعلیم حاصل کرنے کی کوئی سہولت ہی حاصل نہیں۔ اردو پڑھانے والے کتنے اساتذہ فی الحال برسر روزگار ہیں اور اردو زبان میں تعلیم دینے کے لئے کتنے استادوں کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ہم اس بات کا بھی جائزہ لیں گے کہ کہاں کہاں اسکولوں کے قیام کی ضرورت ہے جہاں صرف اردو کے ذریعہ تعلیم دی جا سکے۔ اور کتنے ایسے اسکول ہیں جہاں ضرورت ہونے کے باوجود اب تک اردو میں تعلیم دینے کے لئے استاد بحال نہیں کئے گئے۔ اس مقصد کے تحت فی الحال پورنیہ، بھاگل پور، سنتھال پرگنہ ضلعوں میں اور پٹنہ ضلع کے شہری حدود کے اندر وسیع پیمانہ پر اعداد و شمار کی فراہمی کی ایک تحریک انجمن ترقی اردو بہار کے زیر نگرانی جلدی شروع کی جا رہی ہے۔ ہمیں ان تمام حضرات کے عملی تعاون کی ضرورت ہے جنھیں اپنی مادری زبان سے محبت اور وابستگی ہے۔

بہار میں لسانی اقلیتوں کا مسئلہ

پٹنہ، راج بھون میں گورنر بہار سے بہار ریاستی انجمن ترقی اردو، بنگلہ اسوسی ایشن بہار اور بورڈ آف میتھلی اسکولس بہار کا ایک مشترکہ نمائندہ وفد ملا اور انھیں بتایا کہ افسران کی ناعاقبت اندیشی، حکام کی تنگ نظری اور ایڈمنسٹریشن کی جانبدارانہ روش کے باعث آج بہار میں لسانی اقلیت کے حقوق کی پامالی انتہا کو پہونچ گئی ہے۔

اردو کو دہلی کے مرکزی علاقہ میں مناسب اہمیت دینے پر غور

نئی دہلی ۶ راگست امور داخلہ سے متعلق پارلیمنٹ کی غیر رسمی مشاورتی کمیٹی کے جلسے میں کل مرکزی علاقہ دہلی میں امن وامان کی صورت حال اور اردو کو مناسب اہمیت دیئے جانے کے اقدامات پر غور کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مرکزی وزیر داخلہ جناب وائی بی چوہان نے کی۔ اردو کے سلسلے میں بتایا گیا کہ اردو کو اہمیت دینے کے متعلق جو فیصلے کئے گئے تھے ان پر عمل درآمد کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں ان کی رفتار کا برابر جائزہ لیا جا رہا ہے۔ کمیٹی سے یہ بھی بتایا گیا کہ وزیر داخلہ نے انہیں ریاستوں کے وزراء اعلیٰ کو جہاں اردو بولنے والوں کی معقول تعداد ہے اس سلسلے میں لکھا تھا وہاں کے وزراء اعلیٰ نے وزیر داخلہ کو اردو کے سلسلے میں کئے گئے اقدامات سے مطلع کیا ہے اور بتایا ہے کہ اردو بولنے والوں کو تعلیم اور دوسرے شعبوں میں ضروری سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ (قومی آواز)

اترپردیش انجمن ترقی اردو کی کونسل کے ممبران نامزد

لکھنؤ، ریاستی انجمن ترقی اردو کے آنریری جنرل سکریٹری جناب راحت علی خاں نے بتایا ہے کہ ریاستی انجمن کے صدر جناب شیو ناتھ پرشاد نے ریاستی کونسل کی چار نشستوں پر مندرجہ ذیل حضرات کو نامزد کیا ہے۔ ۱۔ محترمہ راجکماری سورج کلا صدر، الہ آبادی ۲۔ ڈاکٹر سچن سنگھ ایم ایل سی (لکھنؤ) ۳۔ جناب عثمان غنی جرنلسٹ (لکھنؤ) چوتھا نام زیر غور ہے۔ صدر نے بہ مشورہ جنرل سکریٹری حسب ذیل جوائنٹ سکریٹری مقرر کئے ہیں (۱) جناب عثمان غنی جرنلسٹ (لکھنؤ) ۲۔ جناب احمد ابراہیم علوی (لکھنؤ)۔ صدر صاحب اس کے علاوہ ریاستی مجلس عاملہ اور کونسل کے جلسوں میں شرکت کرنے اور ان کے خیالات سے فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے کچھ اردو دوست اور ادب نواز حضرات کو بھی خصوصی حیثیت سے مدعو کریں گے۔

صفحہ ۵ سے آگے

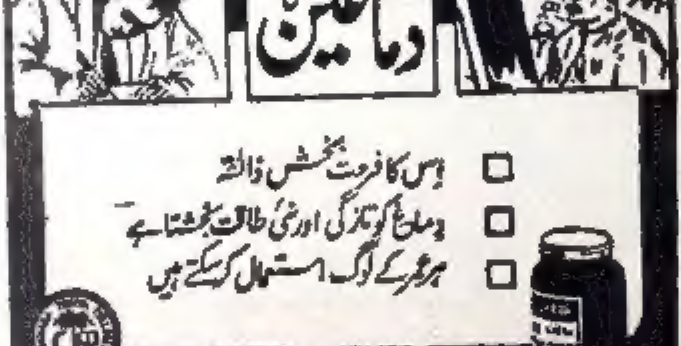
شائع ہو گئے۔ ان کی تصانیف کی تعداد بھی پندرہ سے اوپر بتائی جاتی ہے لیکن مندرجہ ذیل تصانیف کا مجھے اب تک علم ہو سکا ہے۔

۱۔ القاہرہ۔ مصر پر لکھا ہوا تاریخی ناول۔ ۲۔ ٹھنڈی گولی۔ ناول سودیشی تحریک کی حمایت میں۔ ۳۔ دیار عجیب۔ ایک انگریزی ناول کا ترجمہ۔ ۴۔ خیابان ادب۔ بچوں کے لئے نظمیں اور کہانیاں۔ ۵۔ خانہ داری۔ امور خانہ داری سے متعلق۔ ۶۔ اوراق گل۔ انگریزی نظموں کا منظوم ترجمہ ۷۔ بیاض گل۔ مختلف نظموں کا مجموعہ۔ ۸۔ گلبانگ۔ مجموعہ قصائد و غزلیات ۹۔ رسالہ تمدن۔ ۱۰۔ امور سائنس۔ سائنسی ترقیات سے متعلق۔ ۱۱۔ تصویر خیال۔ مولانا حالی کے رنگ میں شعر و شاعری پر بسیط تبصرہ۔ ۱۲۔ لکھنؤ کے ادیبوں اور شاعروں کا تذکرہ

قیصر صاحب بھوپال کی تاریخ بھی مرتب کر رہے تھے لیکن وہ شائع نہ ہو سکی۔ ان سے میری آخری بار ملاقات ۱۹۶۶ء کے آخری مہینوں میں ہوئی تھی میں اس زمانہ میں علامہ اقبال بھوپال میں لکھ رہا تھا۔ وہ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ پہچان بھی نہیں سکتے تھے اور نہ بات چیت کر سکتے تھے۔ ادھر کچھ ماہ پہلے معلوم ہوا کہ وہ کراچی چلے گئے۔ اب اطلاع آئی کہ وہ ۱۲ر جولائی ۱۹۶۸ء کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ حق مغفرت کرے۔

اردو گھر فنڈ

اردو گھر فنڈ کے چندے کی وصولی کا کام شروع ہو گیا ہے رفتار میں تیزی آتی جا رہی ہے سردست ہر مہینے کی ۱۵۔ تاریخ کے ہماری زبان میں ان تمام چندہ دینے والوں کی فہرست شائع ہو جایا کرے گی جن کی رقمیں دسویں تاریخ تک صدر دفتر انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ میں پہنچ جائیں گی۔



اُردو گھر فنڈ

انجمن ترقی اردو ہند کی ایک پانچ منزلہ عمارت نئی دہلی میں بن رہی ہے۔ اس کا نام "اردو گھر" رکھا گیا ہے۔ زمین لے لی گئی ہے سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے اور تعمیر کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

تعمیر کے سلسلے کے جملہ کاموں کے لئے ایک سب کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ جو تکمیل تک نگراں رہے گی۔

اس عمارت کے نقشے میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ عمارت انجمن کے تمام شعبوں کے لئے آرام دہ ہو مگر بہت سادہ، کم خرچ اور خوشنما ہو۔ شان و شوکت اور نمائش سے حتی الوسع بچا جائے لیکن حسن و رعنائی عمارت میں ایسی نمایاں ہو کہ نئی دلی کے ماحول میں کھپ سکے اور اجنبی نہ معلوم ہو۔ ساتھ ہی اس کے در و دیوار سے اردو کی عظمت، وقار، شیرینی و دل آویزی بھی جھلکتی ہو۔

اس عمارت پر لاگت کا تخمینہ ساڑھے سات لاکھ روپیہ کیا گیا ہے اور اردو گھر فنڈ میں انجمن نے جو رقم اب تک جوڑ جوڑ کر حتی سے رکھی ہے وہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ بنک میں موجود ہے۔ ایک لاکھ بڑے عطیوں سے ملنے کی توقع ہے، اب پانچ لاکھ اور جمع کرنے کی ضرورت ہے۔ اردو کی مقبولیت اور ہمہ گیری کو دیکھتے ہوئے اس رقم کے فراہم ہونے میں بظاہر کوئی دقت نہ ہوگی۔ اتنی رقم تو حکومت اور چند محبانِ اردو کے دستِ کرم سے بہ سہولت بہم پہنچ سکتی ہے لیکن ارکین انجمن کی تمنا ہے کہ اردو گھر کی تعمیر میں ہر اردو دوست کا حصہ اور شرکت ہو۔ اس کی ایک ایک اینٹ پر عوام کی محبت کی مہر ثبت ہو۔ اس کے بنانے والوں میں ہزاروں اور لاکھوں ناموں کی طویل فہرست ہو۔

اس مقصد کے لئے طریقۂ کار یہ تجویز کیا گیا ہے کہ خود ارکین انجمن جن کی تعداد لگ بھگ پچاس ہے اور انجمن کی شاخوں کے ذمہ دار ملک بھر میں چندہ جمع کریں۔ اس غرض کے لئے چندہ وصول کرنے والوں کے پاس ہر صوبے اور بڑے شہروں میں مندرجہ ذیل رسیدیں مطبوعہ ہوں گی۔

ایک روپیہ، پانچ روپیہ، دس روپیہ، بیس روپیہ اور پچاس روپیہ والی رسیدیں۔ جس پر رقم لکھی ہوئی ہے صرف ایک سطر نام پتے اور وصول کنندہ کے دستخط کی ہے۔ رقم جب دفتر پہنچ جائے گی تو رقم دینے والوں کے نام "ہماری زبان" میں ہفتہ وار شائع ہوں گے۔

ظاہر ہے یہ کام انجمن اپنی بساط کے مطابق زیادہ سے زیادہ پھیلاؤ کے ساتھ انجام دینے کی سعی کرے گی۔ پھر بھی کام کرنے والوں کی تعداد چند دہائیوں سے زیادہ نہ ہوگی اور مناسب بھی یہی ہے کہ ہر شخص کو چندہ وصول کرنے کا مجاز نہ بنایا جائے۔ اسی میں انتظام قائم رہے گا اور کسی قسم کی بے عنوانی نہ ہو سکے گی۔ جو کارکن ہوں گے وہ سب اعزازی ہوں گے ان کے پاس نہ اتنا وقت ہوگا اور نہ اتنے وسائل کہ وہ ہر شہر، ہر قصبے اور ہر گھر تک پہنچ سکیں۔

اس لیے زیادہ تر حضرات کو براہِ راست انجمن کے صدر دفتر منی آرڈر، چیک یا ڈرافٹ وغیرہ سے رقم بھیجنی ہوگی۔ رقم بھیجنے کے لیے اتنا پتہ کافی ہوگا۔

"جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند۔ علی گڑھ (یوپی)"

عنقریب ہر ریاست میں جو صاحب بھی چندے کی مہم کے ذمہ دار ہوں گے اُن کے اور ان کے معاونین کے ناموں کا "ہماری زبان" اور دوسرے اخباروں میں اعلان ہوگا۔ تاکہ مقامی طور پر رقم حوالے کرنے میں آسانی ہو۔

جو رقمیں براہِ راست یا بہ توسط دفتر پہنچیں گی دفتر سے اُن کی ایک رسید جاری ہوگی اور اُن کے اسمائے گرامی کی فہرست ہفتہ وار "ہماری زبان" میں شائع ہوگی۔

اس سلسلے میں "ہماری زبان" کی اشاعت کی طرف بھی اہلِ استطاعت توجہ کریں تو انجمن کے لیے اور اردو تحریک کے لیے بڑی تقویت کا باعث ہوگا۔

ہم چاہتے ہیں کہ چندہ دینے والے حضرات وہی رقم دیں جو اُن کے حالات کے مطابق ہو اور طبیعت پر بار نہ گزرے۔ مگر ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ جو بھی آپ بہ سہولت عنایت کریں اس میں دیر نہ کریں تاکہ ہمارا کوٹہ جلد سے جلد پورا ہو جائے اور ہم فخر و مسرت کے ساتھ فہرست کے جلد بند کرنے کا اعلان کر سکیں۔ ہمیں یقین ہے کہ سب اردو دوستوں کے تعاون سے اردو گھر بہت جلد بن جائے گا۔

(پروفیسر) آل احمد سرور۔ جنرل سکریٹری انجمن

مالک انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ پرنٹر و پبلشر سید بنیاد علی نے لیتھو کلر پرنٹرس علی گڑھ میں چھاپا اور دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ سے شائع کیا۔